

دیباچہ

یہ کتاب نور کھلاتی ہے۔ روشنی۔ کیونکہ روشنی تمام چیزوں کی ابتدا ہے: وہ جس کے ذریعے نظر آنے والی چیز نظر آتی ہے، وہ جس کی غیر موجودگی میں کچھ بھی جانا نہیں جاسکتا، وہ جو معنی کو مادے سے جوڑتی ہے اور حقیقت کو لرزتے دل سے۔

عربی میں نور روشنی سے زیادہ ہے۔ یہ ہدایت، وضاحت، انکشاف ہے۔ یہ وہ ہے جسے قرآن آسمانوں اور زمین کی روشنی کہتا ہے:

اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

.Allāhu nūru as-samāwāti wal-ard

”الله آسمانوں اور زمین کی روشنی ہے۔

اس کی روشنی کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ ہو،
چراغ شیشے میں ہو، شیشه ایسا ہو جیسے چمکتا ہوا ستارہ،

جلایا ہوا ایک مبارک درخت سے۔ زیتون نہ مشرقی نہ مغربی۔

جس کا تیل قریب ہے کہ چمک اٹھے، گوآگ اسے چھونے لے۔

روشنی پر روشنی۔

الله اپنی روشنی کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ ”

(قرآن 24:35)

جنہیں وہ چاہتا ہے وہ ہمیشہ نام سے معروف نہیں ہوتے، نہ عنوان سے، نہ نسل سے یاد رجے سے۔ پھر بھی روشنی ان تک پہنچتی ہے، اور وہ بدلتے میں اسے اٹھانے کے لیے کہے جاتے ہیں۔ اپنے لیے نہیں، بلکہ ان کے لیے جوابی بھی تلاش کر رہے ہیں۔

یہ صفات وحی کا دعویٰ نہیں کرتے۔ لیکن وہ ایجاد بھی نہیں۔ اگر ان میں کوئی قدر ہے، تو صرف گونج کے طور پر۔ کسی یاد کی گئی چیز کی، یا بخلافی گئی، یا شاید ابھی مکمل صحیحی نہ گئی۔ اگر ان میں کوئی روشنی ہے، تو وہ ادھار کی ہے۔ اور امانت دی گئی۔ ایک

وقت کے لیے۔

قرآن نے انبیاء پر مہر لگادی، ان سب پر سلامتی ہو۔ لیکن شہادت کا کام جاری ہے۔ نہ بہوت کے طور پر، نہ حکم کے طور پر، بلکہ ایک بوجھ کے طور پر جسے کچھ لوگ اتار نہیں سکتے: ایک ذمہ داری جو آنے کی اجازت نہیں مانگتی۔

جب سمجھ آتی ہے، تو وہ فتح کے طور پر نہیں آتی، بلکہ یاد کے طور پر۔ جسے افلاطون نے انا منیسیس کہا، جسے ابن سینا نے دماغ کی روشنی عقل فعال سے بیان کیا، جسے ابن عربی نے کشف کہا: دل میں الہی روشنی سے پردازے کا اٹھنا۔

اس کتاب کے پیچھے کی تحریک نہ علمی ہے نہ بلا غی۔ یہ ایک جواب ہے۔ ایک ایسی دنیا پر جو ٹکڑوں میں بٹ جانے سے بد صورت ہو گئی ہے، سچائیوں پر جو ایک دوسرے سے کاٹ دی گئی ہیں، خوبصورتی پر جو شور کے نیچے دفن ہو گئی ہے۔ فطرت کے قوانین اور مظلوموں کی چیخیں الگ نہیں۔ ان کا مأخذ ایک ہے۔ ایک کو واقعی جاننا دونوں کے لیے جواب دہ ہونا ہے۔

اگر ایک قوم ہے جس کی عزت اب بھی الجھن کے دور کو روشن کرتی رہتی ہے، تو وہ فلسطین کے لوگ ہیں۔ ان کی استقامت ایک یاد دہانی کہ اخلاقی وضاحت اور فکری سختی ایک ہی روشنی سے ابھرتی ہیں۔

اس کتاب کے مضایں تاریخ و ارتتیب دیے گئے ہیں، ایک کھلتے ہوئے بصیرت کے راستے کا پیچھا کرتے ہوئے۔ لیکن ان کے لیے جو اس کے ارادے کے دل کی طرف کھنپے ہیں۔ ان کے لیے جو اس کی روشنی کے مأخذ کی تلاش میں ہیں۔ آپ شاید پہلے دو بعد کے ٹکڑے پڑھنا چاہیں: ”دل و جان سے“ اور ”روشنی، توانائی، معلومات، زندگی۔“

پہلا الفاظ کے نیچے چھپی دھارا کو ظاہر کرتا ہے۔ اس تحریک کو جو بیان نہیں کی جا سکتی، صرف یاد کی جا سکتی ہے۔ یہ اندر کی طرف مٹنا ہے، اس احساس کی واپسی جو خیال کو جنم دیتی ہے۔

دوسراروشنی کو نہ صرف علامت کے طور پر، بلکہ جوہر کے طور پر غور کرتا ہے: وہ جو توانائی کے طور پر حرکت کرتی ہے، معلومات کے طور پر بولتی ہے اور زندگی کے طور پر جاگتی ہے۔ یہ نظریہ نہیں، بلکہ ایک متحد کرنے والی موجودگی ہے۔ معنی کی دستخط جو وجود کے کپڑے میں بُنی گئی ہے۔

مل کر، یہ مضایں ایک عینک بناتے ہیں جس کے ذریعے باقی کو زیادہ واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ کتاب کے دلائل کو ختم نہیں کرتے؛ وہ اس کی ابتداء کو روشن کرتے ہیں۔

یہ کام چونیس زبانوں میں Creative Commons Attribution–ShareAlike لائنس کے تحت شائع کیا گیا ہے۔ یہ لاگت قیمت پر پیش کیا جاتا ہے، تاکہ یہ لائبیریوں تک پہنچ سکے اور وہاں رہے۔ محفوظ، قابل رسائی، نقل کرنے کے لیے آزاد، اس پر تعمیر کرنے کے لیے آزاد۔ کیونکہ علم، روشنی کی طرح، جب بانٹا جاتا ہے تو بڑھتا ہے۔

اگر یہ الفاظ آپ کو ہلاتے ہیں، تو انہیں باہر کی طرف ہلنے دیں: فلسطین کے لوگوں کی حمایت کریں، اقوام متحده کی ریلیف اینڈورکس ایجنسی (UNRWA) کے ذریعے یا کسی بھی تنظیم کے ذریعے جوان کی پانیدار روشنی کو برقرار رکھتی ہے۔

کاش یہ کتاب اندھیرے وقت میں ایک چھوٹی سی چراغ کا کام کرے۔ مصنف کی آواز نہیں، بلکہ ایک امانت کا اٹھانا، ایک یہاں کی نشانی جو انتخاب سے نہیں، بلکہ روشنی سے آئی۔